© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

موجودہ دور میں صحت اور مرض کے مسائل

سید جلال الدین عمری

ہر انسان کو صحت عزیز ہے اور وہ تندرست و توانا رہنا چاہتا ہے، لیکن مختلف قسم کے امراض و عوارض اس کی اس خواہش کو پورا ہونے نہیں دیتے۔ جب سے انسان اس زمین پر آباد ہے صحت اور مرض کی کشمکش سے دوچار ہے۔ وہ اس کشمکش سے نجات پانے کے لیے صحت کے اصول و آداب اور امراض کا علاج معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ یہ سلسلہ شاید کبھی بند نہیں ہوا اور اب تک جاری ہے۔ غذا، لباس اور مکان کی طرح یہ بھی انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہے کہ وہ صحت مند اور تندرست رہے اور بیماری لاحق ہو تو مناسب علاج کی اسے سہولت حاصل ہو۔ موجودہ دور میں طبی علوم اور سائنس نے جو زبردست ترقی کی ہے ان میں جدید طب کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس نے دوا اور علاج اور خاص طور پر سرجری میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کے نتیجہ میں بعض امراض پر قابو پایا گیا ہے اور جن امراض کو لاعلاج سمجھا جاتا تھا ان کا علاج ہونے لگا ہے، شرحِ اموات میں کمی آئی ہے اور اوسط عمر میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض بیماریوں میں پہلے سے زیادہ شدت ہے اور وہ بڑے پیمانہ پر پھیل رہی ہیں، اس کے ساتھ بعض نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس صورتِ حال سے عالمی ادارۂ صحت بھی پریشان ہے۔

ذرا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جڑیں موجودہ مادیت زدہ تہذیب و تمدن میں موجود ہیں۔ اس نے ترقی کی ہے اور بہت ترقی کی ہے لیکن اس کی ترقی غیر متوازن ہے۔ اس کے سامنے زندگی کے بعض پہلو رہے ہیں تو بعض پہلوؤں کو اس نے نظر انداز بھی کیا ہے۔ اسی کا ایک نتیجہ امراض کی کثرت کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ یہاں اس کے بعض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسباب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

شہروں کی وسعت

انسانوں نے مختلف ضرورتوں کے تحت اجتماعی شکل میں رہنا بسنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ ان کی چھوٹی بڑی آبادیاں وجود میں آگئیں۔ زیادہ تر یہ آبادیاں دیہاتوں، قصبوں اور چھوٹے چھوٹے شہروں میں پھیلی ہوئی تھیں، اس لیے کثرتِ آبادی سے پیدا ہونے والے مسائل بھی کم تھے لیکن اس وقت پوری دنیا میں قصبوں اور دیہاتوں سے شہروں کی طرف منتقلی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ ایسے متعدد شہر وجود میں آچکے ہیں جن میں سے ہر ایک کی آبادی ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ ان ہی میں بمبئی اور کلکتہ بھی شامل ہیں۔ اس سے نسبتاً کم آبادی والے شہر تو سیکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

ان شہروں میں عمدہ سے عمدہ اسکول اور کالج، اعلیٰ تعلیم کے لیے یونیورسٹیاں، ریسرچ اور تحقیق کے ادارے اور لائبریریاں، صنعت و حرفت اور کاروبار کے مراکز، محنت مزدوری اور روزگار کے مواقع، بڑے بڑے اسپتال اور شفاخانے، غرض دورِ جدید کی زیادہ تر سہولتیں جمع ہوگئی ہیں، اس وجہ سے لوگ تیزی سے ان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ پھر ان شہروں کی رنگینیاں، عیش و طرب اور راحت و آسائش کا سامان بھی اپنے اندر بڑی کشش رکھتا ہے۔ دیہات اور قصبات اور چھوٹے شہروں میں بعض بنیادی سہولتیں تک فراہم نہیں ہیں کہ لوگ بڑے شہروں کی طرف رخ کرنے پر مجبور نہ ہوں۔

بڑے شہروں میں غذا، پانی، پاکی صفائی، رہائش اور آمد و رفت وغیرہ کے بہت سے ایسے مسائل پیدا ہوتے ہیں جن کا صحت سے گہرا تعلق ہے۔ کم از کم غیر ترقی یافتہ ممالک میں اس طرح کی پلاننگ نہیں کی گئی ہے کہ شہروں کی وسعت کے ساتھ اصولِ صحت کی بھی پوری رعایت ہو۔ بعض شہروں میں ضرورت کے مطابق صاف پانی تک فراہم نہیں ہے۔ صفائی ستھرائی ان علاقوں تک محدود ہے جہاں سرمایہ دار اور دولت مند طبقہ رہتا ہے۔ عام آدمی گندے ماحول میں رہنے اور گندی ہوا میں سانس لینے پر مجبور ہے۔ رہائش کا یہ حال ہے کہ کہیں شاندار بنگلے اور کوٹھیاں ہیں اور کہیں سر چھپانے تک کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ لاکھوں کی آبادی کھلے آسمان کے نیچے سڑکوں پر زندگی گزار رہی ہے۔ ان لوگوں کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حالت بہتر سمجھی جاتی ہے جن کے چار چار، پانچ پانچ افراد ایک ایک کمرے میں ٹھسے ہوئے ہیں، ہر بڑی بلڈنگ پورا ایک محلہ بنی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے اس طرح کی تنگ و تاریک فضا میں بیماریاں جڑ پکڑتی ہیں اور متعدی بیماریاں آسانی سے متعدی ہوتی ہیں۔

صنعتوں کی کثرت

موجودہ دور کو صنعتی دور کہا جاتا ہے۔ آج نئی نئی صنعتیں اور بڑے بڑے کارخانے اس تیزی سے وجود میں آرہے ہیں کہ اس سے پہلے اس کا تصور بھی مشکل سے کیا جاسکتا تھا۔ ہر چھوٹی بڑی پیداوار ایک صنعت کی شکل اختیار کر چکی ہے اور اس کے لیے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں۔ صنعت کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے منصوبہ میں بعض ایسی خامیاں ہیں جن کی وجہ سے ان سے جتنا فائدہ پہونچنا چاہیے نہیں پہونچ رہا ہے۔

بہت سی صنعتیں عام انسانوں کی ضروریات پوری کرنے سے زیادہ عیش و عشرت اور سامانِ تعیش پیدا کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ صنعتی ترقی کے ساتھ عام انسانی ضروریات کو مقدم رکھا جاتا اور ان کو توجہ کا مرکز بنایا جاتا تو آج کے دور میں نوعِ انسانی کا ایک بہت بڑا طبقہ غذا، پانی، لباس اور مکان جیسی بنیادی ضروریات سے محروم نہ ہوتا۔

بعض صنعتیں تو وہ ہیں جن سے نہ تو انسان کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور نہ وہ آسائش و راحت کا سامان پیدا کرتی ہیں بلکہ ان کے ذریعہ جنگی ساز و سامان اور اسلحے تیار ہوتے ہیں۔ یہ ان قوموں کے ہوسِ اقتدار کی تکمیل کرتی ہیں جو دنیا پر اپنی بالادستی اور حکمرانی چاہتی ہیں۔ اس صنعت کو انھوں نے بے حد ترقی دی ہے اور روایتی اسلحے سے لے کر ایٹمی اسلحے تک تیار کر رہے ہیں۔ پھر انھوں نے پوری دنیا کو مسلسل حالتِ جنگ میں مبتلا کر رکھا ہے جس کی وجہ سے ہر چھوٹا بڑا ملک دفاع کے نام پر اس میدان میں ایک دوسرے سے مسابقت کر رہا ہے۔ یہ نوعِ انسانی کی فلاح کا نہیں بلکہ اس کی تباہی کا منصوبہ ہے جس پر دنیا کا ہر ملک عمل کر رہا ہے۔ اس پر اس کے وسائل کا اتنا بڑا حصہ صرف ہوتا ہے کہ اگر وہ نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود پر صرف ہو تو دنیا کا نقشہ بدل جائے۔

فضائی آلودگی

بڑی صنعتوں کے قیام سے صحت کے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان میں جو کیمیکلز استعمال کیے جاتے ہیں وہ عام طور پر صحت کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اس کے علاوہ یہ صنعتیں بڑے پیمانہ پر فضائی آلودگی پیدا کر رہی ہیں۔ ان سے نکلنے والی بھاپ، دھواں اور فضلہ پوری فضا کو متاثر کرتا ہے اور اس سے کان، آنکھ، پھیپھڑے اور دوسرے اعضاء رئیسہ متاثر ہوتے ہیں۔ بعض صنعتیں ایسی ہیں جن سے نکلنے والا فضلہ قرب وجوار کی زمین کو اس قدر زہر آلود کر دیتا ہے کہ وہاں سے نکلنے والا پانی تک استعمال کے قابل نہیں رہتا۔ اس سے بھیانک صورت حال ایٹم کے استعمال کی ہے۔ ایٹمی انرجی کے حاصل کرنے اور ایٹمی اسلحہ تیار کرنے کے لیے جو مادہ استعمال کیا جاتا ہے اس سے پوری فضا اس قدر مسموم ہو جاتی ہے کہ اس کے اثرات زائل ہونے میں شاید صدیاں لگ جائیں۔ ترقی یافتہ قومیں ایٹم کے نقصانات سے بے نیاز ہو کر اس کے استعمال میں لگی ہوئی ہیں۔ وہ چاہیں تو ان نقصانات پر قابو پا سکتی ہیں لیکن وہ اس کے استعمال پر جتنی دولت صرف کرتی ہیں اس کا عشر عشیر بھی اس کے نقصانات سے نوعِ انسانی کو بچانے کے لیے صرف کرنا نہیں چاہتیں۔

ورزش اور محنت کی کمی

صنعت کے فروغ اور پھیلاؤ سے ایک اور خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ وہ یہ کہ انسان جفاکش اور محنتی نہیں رہا اور آرام طلب ہو گیا ہے۔ تیز رفتار سواریوں کی وجہ سے چلنا پھرنا کم ہو گیا ہے، غذا کی تیاری میں پہلے کی طرح محنت کرنی نہیں پڑتی۔ اس کے تمام مراحل مشین سے طے ہو جاتے ہیں۔ کپڑوں کی سلائی اور دھلائی مشینوں سے ہو جاتی ہے۔ گھروں کی صفائی کے لیے بھی مشینیں موجود ہیں۔ بڑی بڑی عمارتوں میں لفٹ موجود ہے اس لیے چڑھنے اترنے میں کوئی زحمت نہیں پیش آتی۔ لکھنے پڑھنے اور دفتری نوعیت کا کام کرنے والوں کی جسمانی محنت اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے اور آسانیاں ناپسندیدہ ہیں۔ جو چیز پریشان کن ہے وہ یہ کہ ان سہولتوں کی وجہ سے آدمی محنت سے گھبرا رہا ہے۔ یہ چیز اس کی صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ صحت مند رہنے کے لیے مناسب محنت اور ورزش کی ضرورت ہے تاکہ جسم کے مختلف حصوں کی حرکت ہوتی رہے۔ اس میں شک نہیں اس مقصد کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیے ہر دور میں مختلف قسم کے کھیل کود اور ورزشیں رائج رہی ہیں۔ موجودہ دور میں بھی موجود ہیں لیکن ان میں کم ہی لوگ حصہ لیتے ہیں زیادہ تر افراد کی حیثیت صرف تماش بین کی ہوتی ہے۔

ذہنی اضطراب

موجودہ دور میں صحت کی خرابی اور بیماریوں میں اضافہ کی ایک بڑی وجہ وہ ذہنی تناؤ اور کشیدگی ہے جس میں ہر شخص گرفتار ہے اس کے بہت سے اسباب ہیں۔

سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ آدمی آج زندگی کی الجھنوں میں اس قدر گرفتار ہے کہ دن بھر میں چند لمحوں کے لیے بھی اسے سکون اور آرام نہیں مل پاتا۔ ایک طرف تو اس کے اندر دولت کی حرص بلکہ اس کی بھوک پیدا کر دی گئی ہے اور دوسری طرف تعلیم، ملازمت، کاروبار، صنعت و حرفت ہر میدان میں اسے سخت مقابلہ کا سامنا ہے۔ وہ مستقل اس خوف اور اندیشہ کی فضا میں سانس لے رہا ہے کہ اگر اس نے تھوڑی سی کمزوری دکھائی تو اس کا حریف اس پر غالب آجائے گا۔ اس صورت حال سے مزدور سے لے کر سرمایہ دار تک، معمولی کلرک سے لے کر بڑے آفیسر تک، چھوٹے سے کاروباری سے لے کر کارخانہ دار تک ہر شخص دوچار ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک ایسے ماحول میں گھرا ہوا پاتا ہے جہاں ہر طرف خود غرض لوگ جمع ہوں اور اس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانا اور اس کا استحصال کرنا چاہتے ہوں۔ اسے زندہ رہنے اور اس مقابلہ میں آگے بڑھنے کے لیے ان پر غالب آنا ضروری ہے۔ اس کے لیے اسے ہر تدبیر کرنی چاہیے۔ اسی کشمکش میں اس کی زندگی گزر جاتی ہے۔

خاندانی نظام کی ابتری

آدمی کو گھر اور خاندان میں سکون ملتا تھا۔ لیکن خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ اور انتشار کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ میاں بیوی، والدین اور اولاد اور قرابت داروں کے درمیان وہ خلوص اور محبت، تقدس اور احترام، وفاداری اور ایثار و قربانی کے جذبات سرد پڑتے جارہے ہیں جو گھر اور خاندان کو مرکز سکون بناتے ہیں۔ آدمی کو نہ گھر سے باہر سکون میسر ہے اور نہ گھر کے اندر۔ عجیب اضطراب اور بے چینی کے عالم میں وہ زندگی گزار رہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے اس کی صحت کا متاثر ہونا بالکل یقینی ہے۔

منشیات کا استعمال

یہ ایک حقیقت ہے کہ شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال صحت کے لیے تباہ کن ہے۔ اس سے جگر، گردے، پھیپھڑے اور سب ہی اعضاء رئیسہ متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مغربی ملکوں میں ان کا استعمال روز افزوں ہے۔ ہر شخص اس کا عادی ہوتا جارہا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ان کا استعمال ترقی یافتہ ہونے کی علامت ہے۔ جب تک شراب کا دور نہ چلے، امیروں، رئیسوں اور اونچے مناصب رکھنے والوں کی محفلیں ادھوری رہتی ہیں۔ نئی نسل بری طرح اس کی عادی ہو رہی ہے۔ اسکولوں، کالجوں کے طلباء اور نوجوانوں میں اس کا رواج بڑھ رہا ہے۔ موجودہ دور میں انسان جس ذہنی دباؤ اور نفسیاتی خلفشار میں مبتلا ہے اس سے بچنے کے لیے بھی وہ منشیات کا سہارا لیتا ہے تاکہ تھوڑی دیر ہی کے لیے سہی وہ اپنے ماحول اور اس کے اثرات سے نجات پاسکے لیکن اس کے لیے اسے بہت بڑی قیمت صحت کی بربادی کی شکل میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ منشیات کے استعمال کے ساتھ صحت ہرگز باقی نہیں رہ سکتی۔

منشیات کا اثر انسان کی صحت ہی پر نہیں اس کے اخلاق اور کردار پر بھی پڑتا ہے۔ اعلیٰ اخلاقی قدریں اس سے مجروح ہوتی ہیں۔ اس سے انسان کے اندر خود غرضی، غفلت اور بے توجہی، مسائل سے گریز، غصہ اور اکتاہٹ، تنہائی پسندی جیسی کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان سے خاندانی تعلقات میں بگاڑ آتا ہے اور معاشرہ کے حقوق تلف ہوتے ہیں۔

منشیات کا استعمال انسان کو جنسی بے راہ روی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کے ساتھ جنسی بے راہ روی سے بچنا دشوار ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو براہ راست انسان کی صحت کو برباد کرتی ہیں۔

اخلاقی بگاڑ

امراض کے اضافہ میں اخلاقی بگاڑ کا بھی بڑا دخل ہے۔ پاکیزہ اخلاق سے روح ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو جلا نہیں ملتی بلکہ مادی قوت اور توانائی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ حسن عمل سے آدمی کی صحت پر خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ محبت اور ہمدردی، حقوق شناسی، تعلقات کے احترام اور حسنِ سلوک جیسی صفات پر عمل کر کے انسان قلب و روح کے سکون سے ہم آغوش ہوتا ہے اور پورے معاشرہ میں خیر و خوبی کی خوشبو بکھیرتا ہے۔ اس کے برخلاف جب وہ عداوت، نفرت، غصہ، حسد، جھوٹ، دھوکا اور فریب اور دوسروں کے ساتھ بدخواہی کا رویہ اختیار کرتا ہے تو اس کا ضمیر جرم کا احساس کرتا ہے اور اس سے اسے تکلیف پہونچتی ہے۔ انسان اپنے ضمیر کے خلاف کوئی قدم اٹھاتا ہے تو شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کا اثر اس کی صحت پر بھی پڑتا ہے۔

موجودہ دور میں اخلاق کا نام تو لیا جاتا ہے لیکن عملاً اخلاق اور اخلاقی روح کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں مشرق اور مغرب کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ مغرب میں جن اخلاقی کمزوریوں کا ارتکاب افراد کے درمیان ہوتا ہے، مغرب میں وہی کمزوریاں اپنی بدترین شکل میں قوموں کی سطح پر نظر آتی ہیں۔

اخلاقی بگاڑ کا ایک پہلو جنسی انارکی ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں تہذیب اور کلچر کے نام پر عریانیت اور فحاشی فروغ پا رہی ہے۔ معلومات کے ذرائع ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات و رسائل حتیٰ کہ درسیات کے ذریعہ جنسی رجحانات کو ابھارا جا رہا ہے۔ شرم و حیا کا تصور فرسودہ ہو چکا ہے اور کھلے عام اباحیت کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں پورا معاشرہ جنسی جنون میں مبتلا ہے۔ اس جنون کے پیدا ہونے کے بعد آدمی صحت و تندرستی کے ساتھ میدان کارزار میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کمزور صحت اور لڑکھڑاتے قدم اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیں گے۔

متوازن غذا کی کمی

انسان غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ صحت کے لیے متوازن غذا کی ضرورت ہے۔ اس میں کمی اور زیادتی دونوں ہی نقصان دہ ہیں، لیکن اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ نوع انسانی کی بہت بڑی اکثریت کو ضرورت کے مطابق غذا نہیں مل رہی ہے اور ایک چھوٹے سے طبقہ کے پاس ضرورت سے زیادہ غذائی سر و سامان موجود ہے۔ پہلا طبقہ غذا کی کمی کا شکار ہے اور دوسرا طبقہ غذا کی زیادتی سے صحت برباد کر رہا ہے۔ دونوں طبقات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے درمیان عدم توازن کا یہ حال ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کے ایک فرد کو جتنی غذائیت ملتی ہے ترقی پذیر ممالک کے تیس افراد کو بھی وہ نصیب نہیں ہے۔

غذا کے خالص ہونے کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ آج زراعت کے لیے جو کھاد اور جراثیم کش دوائیں استعمال میں آرہی ہیں ان سے غذائی پیداوار یقیناً بڑھ رہی ہے اور غلہ، پھل، سبزیاں وغیرہ بہتر شکل میں اور وافر مقدار میں آرہی ہیں لیکن اس کے لیے استعمال ہونے والی دوائیں انسان کے لیے سخت نقصان دہ ہیں۔ یہ ایک طرح کا زہر جسم میں داخل کرتی ہیں، لیکن غذائی پیداوار بڑھانے کے لیے اسے گوارہ کیا جارہا ہے۔

پھر ترقی پذیر ممالک میں غذا میں جس طرح ملاوٹ ہورہی ہے اس کا تصور ہی بڑا بھیانک ہے۔ گندی، ناپاک اور مضرت رساں چیزیں غذاؤں میں اس مقدار میں اور اس انداز سے ملائی جارہی ہیں جیسے یہ بھی غذا کا جزء ہوں۔ صاف ستھری اور ملاوٹ سے پاک غذا کا دستیاب ہونا دشوار سے دشوار تر ہورہا ہے۔

علاج کا گراں ہونا

مناسب دوا اور علاج کے بغیر امراض پر قابو پانا دشوار ہے۔ بروقت دوا نہ ملے تو مرض میں شدت پیدا ہوسکتی ہے اور دوسروں تک اس کے پھیلنے کا بھی امکان ہے۔ اس میں شک نہیں طب اور دواسازی کے فن نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور علاج کی بعض سہولتیں بھی موجود ہیں لیکن اس کے باوجود دوا علاج بہت گراں اور ایک غریب آدمی کی دست رس سے باہر ہے۔ اس بات کی کوشش نہیں کی جاتی کہ غریب اور کم آمدنی والا آدمی بھی اپنی صحت کو برقرار رکھ سکے اور وقت ضرورت اپنا علاج اس کے لیے ممکن ہو۔

امراض اور ان کے اسباب کی تحقیق، دواسازی اور علاج کے سلسلہ میں سرمایہ دار اور سوسائٹی کے اونچے طبقہ کا زیادہ تر خیال رکھا جاتا ہے۔ حکومتیں بھی اس کے زیر اثر ہوتی ہیں اس لیے ان کے مسائل کو وہ زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔ چنانچہ جو بیماریاں عام طور پر اس طبقہ میں پائی جاتی ہیں وہ توجہ کا مرکز بنتی ہیں اور ان پر غیر معمولی وسائل و ذرائع صرف ہوتے ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال ایڈز ہے۔ اس پر ریسرچ اور تحقیق اور علاج کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلسلہ میں جتنی رقم دنیا میں صرف ہوئی ہے یا ہو رہی ہے اس کا دسواں حصہ بھی ملیریا یا کالا آزار جیسی بیماریاں کے ختم کرنے پر صرف نہیں ہوتا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ایڈز اونچے طبقہ کی بیماری ہے اور ملیریا میں عام لوگ گرفتار ہوتے ہیں۔ بڑے طبقہ کے لیے اس طرح کے امراض اور ان کے علاج کی چنداں اہمیت نہیں ہے۔ یہی حال امراض قلب کا ہے جو زیادہ تر اونچے طبقہ میں پایا جاتا ہے۔ اس پر جو وسائل صرف ہوتے ہیں اگر اس کا تھوڑا سا حصہ بھی ان غریبوں پر صرف ہو جو غذا کی کمی کی وجہ سے بعض بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں تو ان سے انھیں نجات مل سکتی ہے۔ بعض امراض کا بہترین علاج دیسی طبوں میں موجود ہے۔ یہ نسبتاً سستا بھی ہے۔ لیکن مختلف اسباب کی بنا پر اس کی طرف توجہ نہیں ہے بلکہ اسے غیر سائنٹفک قرار دے کر اس کی طرف سے بدگمان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جدید دواؤں پر ریسرچ اور تحقیق ہوتی رہتی ہے۔ ان کا ردعمل بھی معلوم ہوتا رہتا ہے۔ بعض دوائیں جو مفید سمجھی جاتی تھیں تجربہ سے ان کے نقصان دہ پہلو سامنے آ چکے ہیں لیکن اس کے باوجود غریب اور ترقی پذیر ممالک میں برسہا برس سے ان کا استعمال جاری ہے۔ اس طرح معمولی فائدہ کے لیے انسان کی جان سے کھیلا جا رہا ہے۔

غلط منصوبہ بندی

ان خرابیوں کی ایک بڑی وجہ غلط اور ناقص منصوبہ بندی ہے۔ جب تک صحیح خطوط پر منصوبہ بندی نہ ہو اس طرح کے مسائل لازماً پیدا ہوتے رہیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نوعِ انسانی کی عمومی ضروریات اور اس کی فلاح و بہبود کو اولین ترجیح دی جائے، تعیشات کی جگہ غذا، لباس، مکان، دوا علاج، صفائی ستھرائی جیسی بنیادی ضروریات کو اہمیت دی جائے۔ منشیات اور دوسری مضر صحت چیزوں پر پابندی عائد ہو، تمدنی تقاضوں کو اس طرح پورا کیا جائے کہ صحت پر برے اثرات نہ پڑیں۔ ایسی صنعتیں جو ضروری ہیں لیکن ان کے نقصانات بھی ہیں ان کے نقصانات سے بچنے کی تدابیر کی جائیں۔ معاشرہ میں ایسی فضا پیدا کی جائے کہ آدمی زندگی کو بوجھ نہ سمجھے۔ آج جو طبقہ انسانی زندگی کے لیے منصوبہ بندی کرتا ہے وہ اپنے مفادات کو سامنے رکھتا ہے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی خاطر دوسروں کو بڑے سے بڑا نقصان پہونچانے میں بھی اسے تامل نہیں ہوتا۔ اگر نوع انسانی کا مفاد پیش نظر ہو تو منصوبہ سازی کی بہت سی خرابیوں سے بچا جا سکتا ہے۔

جدید طب کی بعض خامیاں

اس کے ساتھ موجودہ طریقہ علاج کی بعض خرابیاں اور کمزوریاں بھی سامنے آرہی ہیں۔ ان کمزوریوں کو کسی درجہ میں تسلیم تو کیا جا رہا ہے لیکن ان کو دور کرنے کی ابھی تک کامیاب کوشش نہیں ہو رہی ہے۔

۱۔ اب تک جدید طب انسان کے ایک ایک جزء کو الگ الگ دیکھتی تھی اور جس جزء میں جو خرابی نظر آتی اسے دور کرنے کی کوشش کرتی تھی لیکن اب تجربہ سے یہ حقیقت سامنے آرہی ہے کہ انسان ایک کل ہے۔ اس کل کی صحت مطلوب ہے۔ اس کے جسم کے ایک حصہ کا دوسرے حصہ سے گہرا تعلق ہے اس لیے علاج میں پورے جسم اور اس کے تقاضوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔

۲۔ اس میں شک نہیں مرض کے علاج کی اہمیت ہے لیکن توجہ اس بات پر ہونی چاہیے کہ انسان کی مجموعی صحت ممکنہ حد تک بہتر ہو، اس کی غذا، رہائش اور معمولات وغیرہ ایسے ہوں کہ صحت پر خوش گوار اثر پڑے اور وہ امراض سے محفوظ رہے۔

۳۔ صحت کا تعلق محض انسان کے جسم سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کے دل و دماغ، نفسیات اور سماج سے اس کے تعلقات سے بھی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ صحت مند اور توانا جسم کے ساتھ انسان دماغی اور روحانی لحاظ سے بھی تندرست ہو، اس کے سماجی و معاشرتی تعلقات بہتر ہوں اور وہ اپنی ذمہ داریاں کو ٹھیک طریقہ سے ادا کرے۔ ان سب کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے اور وہ باہم اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کو الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام کی راہنمائی

اسلام دین حق ہے۔ اس نے صحت اور تندرستی اور مرض کے پہلو سے بھی ہماری بھرپور راہنمائی کی ہے۔ اس کی طرف یہاں بعض اشارات کیے جا رہے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام خود غرضی کی جگہ خدمت کا، نفع اندوزی کی جگہ نفع رسانی کا اور حرص اور لالچ کی جگہ ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ وہ سب کی خدمت پر ابھارتا اور ہر متنفس کی خدمت کو کارِ ثواب بتاتا ہے۔ طب نوعِ انسانی کی خدمت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر اس کے پیچھے اسلامی جذبات کارفرما ہوں تو اس کی منصوبہ سازی بہت سے مفاسد سے پاک ہو سکتی ہے۔

صحت کے لیے اسلام نے جن متعین باتوں پر زور دیا ہے ان میں سب سے پہلے پاکی صفائی کا وہ اعلیٰ تصور اور پاکیزہ نظام ہے جو کسی بھی تہذیب اور مذہب میں موجود نہیں ہے۔

اسلام انسان کی اس فطری ضرورت کو تسلیم کرتا ہے کہ اسے صاف ستھری اور متوازن غذا ملنی چاہیے۔ اس کے لیے وہ آدمی کی تگ و دو کو غلط نہیں سمجھتا بلکہ کارِ ثواب قرار دیتا ہے۔ اگر کسی شخص کو ضروریاتِ زندگی فراہم نہ ہوں تو پورے معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی ضروریات پوری کرے۔ یہ بات اس کے نزدیک صحیح نہیں ہے کہ کوئی شخص غذا کی کمی یا فقر و فاقہ کی وجہ سے زندگی کے حق سے محروم ہو جائے اور معاشرہ اپنی ذمہ داری محسوس نہ کرے۔

غذائی ضروریات کی تکمیل کے لیے اس نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ تمام پاک اور 'طیب' چیزیں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ البتہ ناپاک اور 'خبیث' چیزیں ناجائز ہیں۔ سوائے اضطرار کے کسی بھی صورت میں ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اس نے جن چیزوں کو 'طیب' قرار دیا ہے وہ سب کی سب انسان کے ظاہر و باطن، اس کی تندرستی اور اخلاق پر خوشگوار اثر ڈالتے ہیں اور جو چیزیں اس کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں وہ سب انسان کے جسم ہی کو نہیں روح اور اخلاق کو بھی تباہ کرنے والی ہیں۔ ان ہی میں شراب اور دیگر منشیات آتی ہیں۔

صحت کے نقطۂ نظر سے ورزش اور جسمانی محنت کی بھی اہمیت ہے۔ اسلام انسان کے اندر جفاکشی پیدا کرتا اور مفید اور کارآمد ورزشوں کی ہمت افزائی کرتا ہے۔ زندگی میں تفریحات کا ایک مقام ہے اس سے صحت پر خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام نے جائز حدود میں ان کی گنجائش رکھی ہے۔

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ صحت خراب ہو تو آدمی دوا اور علاج کی طرف توجہ کرے۔ اس نے دوا اور علاج کی طرف توجہ ہی نہیں دلائی بلکہ اس کا معیار مقرر کیا اور غیر مستند اور ناتجربہ کار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اطباء کو لوگوں کی زندگی سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ سب باتیں اس کے نزدیک تقویٰ اور دین داری کے منافی نہیں ہیں۔

اسلام نے ہدایت کی ہے کہ مریض خدا سے اپنا تعلق استوار کرے، اس سے صحت کی دعا کرے، اسے شافیٔ مطلق سمجھے۔ یہ یقین رکھے کہ صحت اور تندرستی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ علاج محض ایک ذریعہ ہے۔ صبر و ثبات اور خدا پر توکل اور اعتماد کے ساتھ مرض کا مقابلہ کرے۔ مرض سے گھبرا کر مایوس ہوجانا یا خودکشی کر بیٹھنا اس کے نزدیک جرم ہے۔

اسلام مریض کو ہمدردی کا مستحق قرار دیتا ہے۔ اس نے صحت مند انسان کے مقابلہ میں مریض پر کم ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ بعض احکام میں اس کے ساتھ رعایت برتی گئی ہے اور بعض احکام سے اسے مستثنیٰ بھی کیا گیا ہے۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مریض کو مصیبت اور کس مپرسی کے حال میں نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اس کی عیادت اور ممکنہ خدمت کی جائے۔ اسے تسلی اور تشفی دی جاتی رہے اور اس کے لیے دعائے صحت ہوتی رہے۔ تاکہ وہ یہ محسوس کرے کہ اس کے دکھ درد میں کام آنے والے افراد اس کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اس سے جو سکون اور راحت ملتی ہے اس کا کوئی دوسرا بدل نہیں ہے۔

عورت اور اسلام

مولانا سید جلال الدین عمری

عورت کے بارے میں اسلام کا کیا نقطۂ نظر ہے، خاندان میں ماں بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے اس کا کیا مقام ہے، علم و عمل کے میدان میں اس نے کیا خدمات انجام دی ہیں۔ ان تمام موضوعات پر مصنف نے بڑے علمی اور تحقیقی انداز میں بحث کی ہے۔ قیمت ۸ روپے

ادارہ تحقیق نے اس اہم کتاب کا انگریزی ترجمہ WOMAN AND ISLAM کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ تحقیقات اسلامی کا سائز، خوبصورت گٹ اپ۔ صفحات ۱۰۴۔ قیمت -/۲۵

اس کا ہندی ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے۔

ادارۂ تحقیق۔ پان والی کوٹھی۔ دودھپور۔ علی گڑھ

مرکزی مکتبہ اسلامی۔ بازار چتلی قبر۔ دہلی ۶

© rasailojaraid.com